151915 - بیوی سے حسن معاشرت کیے بغیر ہم بستری کا مطالبہ کرے تو کیا بیوی انکار کر سکتی ہے

سوال

میں دینی احکام کا التزام کرتی ہوں اور شادی شدہ ہوں میرے دو بچے بھی ہیں، اور اسی طرح میرا خاوند بھی اللہ کے سامنے میں اپنا تزکیہ نہیں کرتی، ہماری شادی محبت کی تھی، شادی کے تقریبا دو برس بعد ہم نے دین ك التزام شروع کیا، اب ہم ایك دوسرے سے تعارف کے اسلوب پر نادم ہیں.

میں امید رکھتی ہوں کہ آپ پورے شرح صدر کے ساتھ میری حالت سنیں گے: ہمارے مابین چھوٹی چھوٹی بہت ساری مشکلات پیدا ہوتی رہتی ہیں، ہر حالت میں چاہے میں غلطی پر ہوں یا میرا خاوند میں ہی صلح کرنے میں ابتدا کرتی ہوں.

میں اپنی ازدواجی زندگی کے خاتمہ سے ڈرتی رہتی ہوں اور مجھے اپنی اولاد کا بھی خطرہ رہتا ہے، میرا خاوند ہمیشہ میری بلند آواز کی شکایت کرتا ہے، اور وہ اس معاملہ میں حق پر ہے، میں اپنی اصلاح کرنے کی کوشش بھی کرتی ہوں.

اب ہمارے مابین ایك اور مشکل پیدا ہوگئی ہے وہ یہ کہ: میرے بچے بیمار تھے اور میں انہیں ڈاکٹر کے پاس لے جانا چاہتی تھی اور خاوند عشاء کی نماز کے لیے گیا ہوا تھا، اس لیے میں نے جلدی جلدی تیاری کی تا کہ نماز کے بعد خاوند واپس آئے تو جانے میں دیر نہ ہو جائے کیونکہ ڈاکٹر جلد کلینك جلد بند کر دیتا ہے.

خاوند جب نماز ادا کر کے تاخیر سے آیا تو میں تیار ہو چکی تھی جب اس نے ہمیں تیار دیکھا تو صرف اس بات پر ناراض ہوا کہ تم نے میری اجازت کے بغیر ہی تیاری کیوں کی ہے، اور اجازت کے بغیر ہی تیاری کیوں کی ہے.

اس لیے اس نے جانے سے انکار کر دیا اور جا کر ویسے ہی دوائی لے آیا، میں نے بہت منتیں کیں لیکن وہ نہ مانا اور پھر دوبارہ جا کر ایك اور دوائی لے آیا، اس طرح ڈاکٹر کے پاس جانے کا وقت بھی ختم ہو گیا، میں بہت روئی اور شام کو بچے کا ٹمپریچر چالیس تك پہنچ گیا.

اس سارے واقع میں وہ یہ ماننے اور اعتراف کرنے پر تیار نہیں کہ اس نے ڈاکٹر کے پاس نہ جانے کا فیصلہ کر کے غلطی کی ہے، اور اب تك مجھ سے ناراض ہے اور مجھے حاکمانہ انداز میں حکم دیتا ہے،

چار دن سے یہ سلسلہ چل رہا ہے، لیکن اس کے باوجود وہ مجھے حق مجامعت کی ادائیگی کا مطالبہ کرتا ہے.

مجھے علم ہے کہ اگر بیوی خاوند کے مطالبہ پر مجامعت سے انکار کر دے تو اس کے ہاں اس کی سزا بہت شدید ہے، میں اس سے صرف یہی چاہتی ہوں کہ میرے ساتھ اچھا معاملہ کرے تا کہ میں اس کے مطالبہ پورا کرنے پر موافقت کروں لیکن وہ ایسا کرنے سے انکار کرتا ہے.

بلکہ وہ مجھے کہتا ہے کہ: میں تجھے اپنی انگلی میں انگوٹھی کی طرح دیکھنا چاہتا ہوں جیسے مرضی گھما لوں، اور وہ مجھ سے چاہتا ہے کہ میں اس کی اندھی اطاعت کروں اور اس کے لیے وہ احادیث سے استدلال کرتا ہوئے کہتا

ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سجدہ کسی کو جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، اس کے علاوہ دوسری احادیث سے بھی استدلال کرتا ہے.

میں بھی اس سے چاہتی ہوں کہ وہ میرے ساتھ بہتر طریقہ سے پیش آئے اور میرے ساتھ حسن معاشرت کرے، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ:

خاوند کے مجامعت کے مطالبہ میں کوئی شرط نہیں.

میں اس کی منت کرتی ہوں کہ میرے ساتھ اچھا معاملہ کرے لیکن وہ جواب دیتا ہے کہ:

" اب نہ تو میں تجھے مارتا ہوں، اور نہ ہی تیری توہین کرتا ہوں، اور ابھی تك تو تم نے کوئی برا معاملہ دیکھا ہی نہیں ہے "

بالفعل میں اللہ کی لعنت کے ڈر سے مجامعت پر موافق ہو گئی اور اثنائے مجامعت روتی رہی لیکن اس کے باوجود اس پر کوئی اثر تك نہیں ہوا، اور ابھی تك وہ اپنے موقف پر قائم ہے، میں نے اسے آخری بار یہ بات کہی کہ:

اگر تم میرے ساتھ حسن معاشرت سے پیش نہیں آؤ گے تو میں تیری مجامعت کی خواہش پوری نہیں کرونگی، لیکن وہ اس سے انکار کرتا اور جو چاہے وہی کریگا.

اب میں چاہتی ہوں کہ اپنی ساس کے سامنے اپنی شکایت پیش کروں اور وہ جو فیصلہ کرے اسے تسلیم کروں، لیکن اس نے اس سے بھی انکار کر دیا ہے، وہ کہتا ہے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو تم خاوند کی اطاعت سے خارج ہو جاؤگی، اور اس کی اللہ کے ہاں شدید سزا ملےگی.

جناب والا اللہ کے لیے آپ مجھے بتائیں کہ اس سلسلہ میں شرعی حکم کیا ہے ؟

میرے ساتھ وہ اس طرح کا معاملہ کر رہا ہے تو کیا میں پھر بھی اس کی بات تسلیم کر لوں، یا کہ مجھے انکار کرنے کا حق حاصل ہے ؟

اور اگر میں انکار کر دوں تو کیا اللہ کے ہاں سزا کی مستحق ٹھروں گی ؟

یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے، کیا میں اس کی والدہ یا اپنی والدہ یا پھر اپنے یا اس کے والد کو شکایت لگاؤں ؟

یہ علم میں رہے کہ اس نے اس سے انکار کیا ہے، اور اس اسلوب میں میں اس کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی، برائے مہربانی مجھے کچھ بتائیں اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

خاوند اور بیوی دونوں کو واجبات اور حقوق کی ادائیگی کی حرص رکھنی چاہیے، اور وہ آپس میں ایك دوسرے سے

حسن معاشرت اختيار كريں، اور فضل واحسان اور نيكى كريں اور آپس كى مشكلات كو محبت و مودت كى فضا ميں افہام و تفہيم سے حل كريں.

تا كہ اللہ سبحانہ و تعالى كے اس فرمان پر عمل ہو سكے:

اور ان (بيويوں) كے ساتھ حسن معاشرت اختيار كرو النساء (19).

اور اس فرمان پر بھى:

اور ان (عورتوں) كے بھى ويسے ہى حقوق ہيں جيسے ان پر ہيں اچھے طريقہ كے ساتھ، اور مردوں كو ان عورتوں پر فضيلت حاصل ہے، اور اللہ تعالى عزيز و غالب ہے البقرة (228).

اور اس ميں درج ذيل امور پر عمل كر كے معاونت حاصل ہو سكتى ہے: اختلافات كے وقت اپنے آپ كو شريعت كے حكم كا تابع بنانے كى عادت بنائى جائے، تا كہ واضح ہو سكے كہ كون غلطى پر ہے اور كون صحيح ہے.

اگر خاوند اور بيوى دونوں ہى اس پر عمل كريں تو اس ميں خير عظيم ہوگى، كيونكہ ازدواجى زندگى ميں يہ اختلافات ضرور ہوتے ہيں يہ زندگى خالى نہيں ہو سكتى اس ليے اگر ہر ايك دوسرے سے اعراض كرے اور يہ انتظار كرے كہ صلح ميں دوسرا پہل كرے تو اس طرح اختلافات اور زيادہ ہو جائينگے، اور اس ميں طوالت پيدا ہو جائيگى، اور شيطان بغض و عداوت ڈالنے كى راہ حاصل كر لےگا.

اس ليے ہمارى تو يہى نصيحت ہے كہ آپ اپنے خاوند كے ساتھ شرعى فيصلہ پر متفق ہو جائيں، اور جس كى بھى غلطى ہو وہ اپنى غلطى كو جلد تسليم كرے چاہے غلطى كوئى بھى ہو اور كتنى بھى بڑى ہو.

دوم:

اگر خاوند اور بيوى ميں سے كوئى ايك اپنے واجب ميں كمى و كوتاہى سے كام ليتا ہے تو اس كے مقابلہ ميں دوسرا بھى ايسے ہى نہ كرے، بلكہ اسے جس طرح حكم ديا گيا ہے اسى طرح حق كى ادائيگى كرنى چاہيے، تا كہ اللہ سبحانہ و تعالى اور رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى اطاعت و فرمانبردارى كر سكے.

كيونكہ ايسا كرنے ميں ہى خير و بھلائى ہے اور اس كا انجام بھى اچھا ہے، اس ليے اگر خاوند اپنى بيوى كے ساتھ نان و نفقہ يا لباس وغيرہ كے حقوق ميں كوتاہى سے ليتا ہے، يا پھر اس كے ساتھ معاملات ميں سختى كرتا ہے، يا اس سے بدزبانى يا عملى طور پر اچھا پيش نہيں آتا تو بيوى كے ليے يہ مباح نہيں ہے كہ وہ بھى اس كے جواب ميں خاوند كے مطالبہ پر حق مجامعت كى ادائيگى ميں كوتاہى كرے؛ كيونكہ يہ ايسا معاملہ ہے جس كا شريعت نے حكم ديا ہے، اور اس پر عمل نہ كرنے والى عورت كے ليے بہت شديد وعيد آئى ہے، اور پھر خاوند كا گناہ كرنے سے بيوى كے ليے

بھی اسی طرح گناہ کرنے کو جائز نہیں کر دیتا.

امام بخاری اور امام مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر (مجامعت کے لیے) بلائے اور بیوی انکار کر دے اور خاوند اس پر ناراض ہو کر رات بسر کرے تو صبح ہونے تك فرشتے بیوی پر لعنت کرتے رہتے ہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (3237) صحیح مسلم حدیث نمبر (1736).

اس لیے آپ اپنے خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری میں جلدی کریں، اور برے سلوك کا جواب برا سلوك کر کے نہ دیں، بلکہ آپ اس کے مقابلہ میں اس سے اچھائی سے پیش آئیں جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، برائی کو بھلائی سے دور کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائیگا جیسے جگری دوست

اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا حم السجدۃ (34 - 35).

مزید آپ سوال نمبر (126994) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

رہا مسئلہ یہ کہ آپ اپنے اس معاملہ کی اپنی ساس یا پھر اپنی والدہ سے شکایت کریں، اصلا اس میں کوئی حرج والی بات نہیں، کیونکہ ہند بنت عتبہ نے اپنے خاوند ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ کی شکایت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی.

بلکہ کچھ عورتیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے خاوندوں کی سوء معاشرت کی شکایت لے کر گئی تھیں چنانچہ اسی کا ذکر کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" بہت ساری عورتیں آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر آ کر اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی ہیں، یہ لوگ تم میں اچھے نہیں ہیں "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2146) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے.

لیکن جب آپ نے اپنے خاوند کے سامنے یہ تجویز رکھی اور اس نے شدت کے ساتھ ایسا کرنے سے انکار کیا ہے تو

اس صورت میں ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ آپ ایسا مت کریں، کیونکہ اس سے آپ کا خاوند اور زیادہ عناد اختیار کر جائیگا، اور اس کے منفی اثرات مرتب ہونگے.

اس لیے آپ اسے مؤخر کر دیں، اور ایك بار پھر نرم رویہ کے ساتھ افہام و تفہیم اور محبت و مودت کی کوشش کریں اور اگر آپ یہ سمجھتی ہوں کہ وہ یہاں اس ویب سائٹ پر اپنی مشکل پڑھ کر ہماری نصیحت قبول کریگا تو پھر آپ اسے ضرور پڑھائیں، امید ہے اللہ سبحانہ و تعالی آپ کے مابین صلح کرا دے، اور آپ دونوں کو خیر و بھلائی پر جمع کر دے.

دوم:

خاوند سے کہا جائیگا کہ: تم اللہ سبحانہ و تعالی کا تقوی اور ڈر اختیار کرو اور اپنے ذمہ حقوق کی ادائیگی کرو، اور تم دھمکیاں اور ڈراوے مت دو، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ان عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر ہیں اچھے طریقہ کے ساتھ، اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے، اور اللہ تعالی عزیز و غالب ہے البقرۃ (228).

ضحاك رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

" جب عورتیں اللہ سبحانہ و تعالی اور اپنے خاوندوں کی اطاعت و فرمانبرداری کریں تو خاوند کو بھی چاہیے کہ وہ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کرے، اور اسے تکلیف و اذیت نہ دے، اور اپنی وسعت و استطاعت کے مطابق بیوی پر خرچ کرے.

اور ابن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

خاوند کو چاہیے کہ وہ بیوی کے معاملہ میں اللہ کا تقوی اختیار کرتے ہوئے اللہ سے ڈرے، اور اسی طرح بیویوں کو بھی اپنے خاوندوں کے معاملہ میں اللہ کا ڈر اور تقوی اختیار کرنا چاہیے.

اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں:

" میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کے لیے خوبصورتی اور تزیین اختیار کروں، جس طرح یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ بھی میرے لیے زیبائش اختیار کرے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ان عورتوں کے لیے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جس طرح ان پر ہیں اچھے طریقہ کے ساتھ .

اور اللہ سبحانہ و تعالی کا یہ فرمان بھی ہے:

اور ان عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت کرو، اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالی اس میں خیر کثیر پیدا کر دے النساء (19).

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ان عورتوں کو اچھی بات کہو، اور ان کے ساتھ اعمال بھی اچھے کرو، اور حسب استطاعت اپنی شکل و ہیئت بھی اچھی بناؤ، جس طرح تم یہ چاہتے ہو کہ وہ بھی تمہارے ساتھ بہتر سلوك کریں تو تم بھی ویسے ہی کرو کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ان عورتوں کے لیے بھی ایسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر ہیں اچھے طریقہ کے ساتھ البقرۃ (228).

اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم میں سب سے بہتر اور اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہے، اور میں تم سب میں سے اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہوں "

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ میں یہ شامل تھا کہ: آپ حسن معاشرت والے تھے، اور ہمیشہ خوش رہتے، اور اپنی بیویوں کے ساتھ خوش گپیاں کرتے، اور ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرتے، اور ان پر وسیع خرچ کرتے، اور اپنی بیویوں کو ہنساتے، حتی کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے دوڑ میں مقابلہ بھی فرمایا کرتے تھے جس سے ان میں محبت پیدا ہوتی.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ: ایك بار رسول کریم صلی اللہ علیہ نے میرے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کیا تو میں آگے نکل گئی، یہ اس وقت کی بات ہے جب ابھی میں دبلی پتلی تھی، اور پھر جب میں موٹاپے کا شکار ہو گئی اور میرا وزن بڑھ گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ دوڑ لگائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے اور فرمانے لگے: یہ ا سکا بدلہ ہے "

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری بیویاں اس گھر میں اکٹھی ہوتیں جس گھر میں آپ نے رات بسر کرنا ہوتی تھی، اور بعض اوقات تو آپ سب کے ساتھ رات کا کھانا تناول کیا کرتے اور پھر ہر بیوی اپنے گھر چلی جاتی، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کے ساتھ ایك ہی کپڑے میں سویا کرتے، آپ اپنی اوپر والی چادر اتار دیتے اور صرف تہہ بند میں آرام فرماتے.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عشاء کی نماز ادا فرما کر اپنے گھر تشریف لاتے تو سونے سے قبل اپنی بیوی سے

بات چیت کیا کرتے، جس سے وہ بیوی میں انس و محبت پیدا کرتے تھے.

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

یقینا تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین نمونہ ہے الاحزاب (21). انتھی

دیکھیں: تفسیر ابن کثیر (2 / 242).

اور پھر آپ ذرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر غور تو کریں کہ:

" تم میں کوئی ایك اٹھ کر اپنی بیوی کو ایسے مارتا ہے جیسے نوکر و غلام کو مارا جاتا ہے، اور پھر ہو سکتا ہے وہ دن کے اخر میں اسی بیوی کے ساتھ مجامعت بھی کرنا شروع کر دے !! "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4942) صحیح مسلم حدیث نمبر (2855).

آپ کو علم ہونا چاہیے کہ یہ فطرتی طور پر بھی بہت شنیع و قبیح اور بری بات ہے کہ آپ سے اپنی بیوی سے برا سلوك کریں، اور پھر یہ سوء معاشرت بھی کہلاتی ہے کہ آپ بیوی کو تو اس کا حق نہ دیں، لیکن آپ اس سے اپنے حقوق کا مطالبہ کریں کہ وہ آپ کو عفت مہیا کرے، اور آپ کی حقوق کی ادائیگی کرتی رہے.

حالانکہ حق مجامعت تو بیوی اور خاوند کا مشترکہ حق ہے، جس طرح بیوی پر واجب ہے کہ وہ اپنے خاوند کے حقوق کی ادائیگی کرے اور ان کا خیال رکھے، اسی طرح آپ پر بھی واجب اور ضروری ہے کہ آپ بھی بیوی کے حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھیں، اور اس سلسلہ میں آپ پر واجب ہے کہ آپ ہر اس چیز اور کام سے اجتناب کریں جس سے وہ نفرت کرتی ہے چاہے وہ فعل ہو یا قول.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس کے سیاق میں کسی عقل و دانش رکھنے والے شخص سے ان دونوں امور کا وقوع ہونا دور کی بات ہے کہ: وہ اپنی بیوی کو زدکوب کرنے میں بھی مبالغہ سے کام لیتا ہو، اور پھر باقی دن کے حصہ یا رات میں میں بیوی سے مجامعت و مباشرت کرتا پھرے.

حالانکہ مجامعت و مضاجعت اور مباشرت تو اسی وقت اچھی ہوتی ہے جب اس میں نفس رغبت رکھتا ہو اور میلان نفس بھی پایا جائے، اور جب کسی کو زدکوب کیا جائے تو وہ زدکوب کرنے والے شخص سے نفرت کرتا ہے.

اس لیے یہاں اس کی مذمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اگر اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو پھر ہلکی سی ضرب

لگانی چاہیے، وہ اس طرح کہ جس سے مکمل نفرت حاصل نہ ہوتی ہو، اور نہ تو وہ زدکوب کرنے میں افراط سے کام لے اور نہ ہی ادب سکھانے میں " انتہی

دیکھیں: فتح الباری (9 / 303).

اور اس سلسلہ میں آپ کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین نمونہ پایا جاتا ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے لیے سب لوگوں سے بہتر تھے، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بعض اوقات انہیں ناراض بھی کرتیں اور انہیں چھوڑ بھی دیتیں لیکن پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبر کرتے ہوئے انہیں معاف و درگزر فرماتے تھے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہے اور میں تم میں سے اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہوں "

سنن ترمذی حدیث نمبر (3895) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1977) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور ایك حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" عورتوں کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کیا کرو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (3331) صحیح مسلم حدیث نمبر (1468).

عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ:

" ہم قریش والے عورتوں پر غالب رہتے تھے، اور جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم نے ایسے لوگ پائے جن پر ان کی عورتیں حاوی تھیں، تو ہماری عورتوں نے بھی ان کی عورتوں سے سیکھنا شروع کر دیا.

میرا گھر عوالی میں بنو امیہ بن زید کے علاقے تھا میں ایك دن اپنی بیوی پر ناراض ہوا تو وہ میرے آگے بولنے لگی اور جواب دینے لگی تو میں نے اسے اپنے آگے بولنے سے منع کیا تو وہ کہنے لگی: تم مجھے اپنے سامنے بولنے اور جواب دینے سے روك رہے ہو؛

اللہ کی قسم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بھی آپ سے بات چیت کرتی اور جواب دیتی ہیں، اور ان میں سے

كوئی ایك تو صبح سے لے كر رات تك نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بولتی بھی نہیں!!

تو میں اپنی بیٹی حفصہ كے پاس گیا اور جا كر اسے كہنے لگا:

كیا تم رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم كے سامنے بولتی اور ان كا جواب بھی دیتی ہو ؟

اس نے جواب دیا: جی ہاں!!

میں نے اس سے كہا: كیا تم میں سے كوئی ایك صبح سے لے كر رات تك نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بولنا بھی چھوڑ دیتی ہے !!

جو اس نے جواب دیا: جی ہاں!!

میں نے كہا: تم میں سے جس نے بھی ایسا كیا وہ ذلیل و رسوا ہوئی اور خسارہ اٹھایا؛ كیا تمہیں اس بات كا ڈر نہیں كہ رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم كے اس پر ناراض ہونے كی وجہ سے اللہ ناراض ہو جائے، اور وہ تباہ و برباد ہو جائے؟!

تم نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كے سامنے مت بولا كرو اور ان سے كچھ بھی طلب مت كرو، تمہیں جو ضرورت ہو مجھ سے مانگا كرو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2468) صحیح مسلم حدیث نمبر (1479) یہ الفاظ مسلم كے ہیں.

اس لیے آدمی كو اپنی بیوی بچوں كے ساتھ آسانی برتنے اور نرمی كرنے والا ہونا چاہیے، اور بیوی كے لیے اپنی رائے كا اظہار كرنے میں كوئی حرج محسوس نہیں كرنا چاہیے، یا كہ كہ وہ كسی ایسی چیز كی طرف سبقت لے جائے جس میں كوئی گناہ نہ ہو تو اس میں حرج محسوس نہ كرے بلكہ وہ خوش ہو كہ اس كی بیوی نے كیا ہے.

كیونكہ عورتیں تو مردوں كی طرح ہی ہیں اور كتنی ہی عورتیں ہیں جن كی رائے صحیح اور سلیم ہوتی ہے، اور ان كا موقف بھی صحیح ہوتا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا ہے كہ وہ ہمیں اور آپ كو سیدھی راہ كی توفیق نصیب فرمائے.

واللہ اعلم .